

امام جلال الدین سیوطیؒ کا طبقات الحفظ میں منہج، ایک تحقیقی جائزہ

A research study of *Imam Jalal al-Din al-Suyuti* (d. 911 AH) in his seminal work *Ṭabaqāt al-Ḥuffāz*,

Khadija Begum

M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.

Prof. Dr Abzahir Khan

Professor, Department of Islamic Studies, Abdul Wali Khan University, Mardan.

Dr. Muhammad Saeed Shafiq

Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt Post Graduate College, Mardan

Received on: 10-01-2025

Accepted on: 12-02-2025

Abstract

This research critically investigates the methodological structure employed by Imam Jalal al-Din al-Suyuti (d. 911 AH) in his seminal work *Ṭabaqāt al-Ḥuffāz*, with particular reference to its contribution to Hadith historiography and the discipline of 'Ilm al-Rijāl. The study aims to explore how al-Suyuti conceptualized, organized, and evaluated the category of ḥuffāz al-ḥadīth within a structured biographical framework, while maintaining scholarly continuity with earlier Hadith authorities. Adopting a qualitative, descriptive-analytical research methodology, this study conducts a close textual analysis of selected biographical entries from *Ṭabaqāt al-Ḥuffāz*, supplemented by a comparative review of earlier foundational works such as Ibn Sa'd's *al-Ṭabaqāt al-Kubrā*, al-Dhahabi's *Tadhkirat al-Ḥuffāz*, and al-Khatib al-Baghdadi's contributions to biographical literature. The research identifies four core methodological principles in al-Suyuti's approach: chronological and generational classification, strategic brevity with thematic focus, implicit application of *jarḥ wa ta'dīl*, and systematic reliance on pre-classical and classical Hadith sources.

Keywords: Imam al-Suyuti; *Ṭabaqāt al-Ḥuffāz*; Hadith Historiography; 'Ilm al-Rijāl; Biographical Methodology; *Jarḥ wa Ta'dīl*; Hadith Authority.

علم حدیث میں رجال اور حفاظ کے تعارف پر مبنی کتب کو بنیادی حیثیت حاصل ہے، کیونکہ حدیث کی صحت، قبولیت اور درایت کا مدار بالواسطہ راویوں کی عدالت، ضبط اور علمی مرتبے پر ہوتا ہے۔ اسی علمی ضرورت کے تحت محدثین نے طبقات کی صورت میں رواۃ اور حفاظ کو مرتب کیا، جس کا مقصد صرف تعارف نہیں بلکہ حدیثی روایت کے تاریخی تسلسل کو محفوظ کرنا تھا۔ امام جلال الدین سیوطیؒ (م 911ھ) کی کتب طبقات الحفظ اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جو امام شمس الدین ذہبیؒ کی شہرہ آفاق تصنیف طبقات الحفظ کی تکمیل اور اختصار کے طور پر سامنے آتی ہے۔

تاریخ اسلامی میں حافظ جلال الدین سیوطیؒ (849ھ-911ھ) کا شمار ان جلیل القدر علما میں ہوتا ہے جنہوں نے علوم اسلامیہ کے مختلف شعبوں میں غیر معمولی وسعت اور گہرائی کے ساتھ خدمات انجام دیں۔ آپ بیک وقت مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، نحوی، ادیب اور کثیر التصانیف مصنف تھے۔ آپ کی علمی زندگی، تصنیفی وسعت اور اجتہادی دعویٰ نے بعد کے علما میں علمی مباحث کو جنم دیا، جو آج بھی تحقیق و تنقید کا موضوع ہیں۔ ذیل میں ان کے مختصر حالات پیش خدمت ہیں:

نام، نسب اور ولادت

آپ کا پورا نام عبدالرحمن بن الکمال ابی بکر محمد بن سابق الدین ہے۔ کنیت ابو الفضل اور لقب جلال الدین ہے، جب کہ نسبتی القاب الحضری، الاسیوطی، الشافعی ہیں۔ آپ کی ولادت یکم رجب 849ھ کو مصر میں ہوئی۔ اسیوط کی طرف نسبت کی بنا پر آپ ”اسیوطی“ کہلائے، جو صعید مصر کا ایک معروف علمی شہر تھا۔ خود سیوطیؒ نے اسیوط کی تاریخ پر مستقل رسالہ «المضبوط فی اخبار اسیوط» بھی تصنیف کیا۔²

خاندانی پس منظر اور ابتدائی تربیت

سیوطیؒ ایک علمی اور معزز خاندان میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد الکمال ابو بکر شافعی فقہ کے معتبر عالم تھے، مگر آپ کم عمری میں یتیم ہو گئے۔ اس کے باوجود غیر معمولی ذہانت اور شوقِ علم نے آپ کو کم سنی ہی میں ممتاز بنادیا۔ پانچ برس کی عمر میں قرآن کریم کا بڑا حصہ حفظ کر لیا اور آٹھ سال کی عمر میں مکمل حافظ بن گئے۔³

تعلیم و اساتذہ

سیوطیؒ نے اپنے عہد کے ممتاز علما سے مختلف علوم حاصل کیے۔ فقہ میں سراج الدین بلقینی، حدیث و لغت میں تقی الدین الثمنی، تفسیر میں جلال الدین محلی اور بلاغت و اصول میں دیگر اکابر علما سے استفادہ کیا۔ آپ نے تقریباً 151 اساتذہ سے سماع یا اجازت حاصل کی، جن کا تذکرہ آپ نے اپنے معارج میں محفوظ کیا ہے۔⁴

تدریس، افتاء اور املاء حدیث:

866ھ میں آپ کو تدریس کی اجازت ملی اور 871ھ میں باقاعدہ افتاء کا آغاز کیا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے حدیث کی املاء کی مجالس بھی منعقد کیں۔ آپ کا حافظہ غیر معمولی تھا اور خود بیان کرتے ہیں کہ انہیں دو لاکھ احادیث زبانی یاد تھیں۔⁵

علمی مقام اور وسعتِ معلومات

سیوطیؒ تفسیر، حدیث، نحو، بلاغت اور فقہ جیسے علوم میں درجہ اُمامت کو پہنچے ہوئے تھے۔ آپ نے عربی علوم میں اہلِ عجم اور فلسفیانہ مناہج کے بجائے خالص عربی اسلوب کو ترجیح دی۔ اگرچہ آپ کے حدیث میں سب سے بڑے عالم ہونے کے دعوے پر بعض معاصرین نے تنقید کی، تاہم متون حدیث اور کتبِ رجال میں آپ کی مہارت مسلم ہے۔ آپ کی ہمہ گیر علمی خدمات، تصنیفی وسعت اور علمی استقلال نے آپ کو تاریخ اسلام کے عظیم علما کی صف میں ممتاز مقام عطا کیا۔ آپ کی تصانیف آج بھی تحقیق و تدریس کا بنیادی ماخذ ہیں۔⁶

تصنیفی خدمات

سیوطیؒ کی تصانیف کی تعداد پانچ سو سے زائد بتائی جاتی ہے۔ حدیث میں جمع الجوامع، تفسیر میں الدر المنثور، رجال میں طبقات الحفظ اور نحو میں مجمع الھوامع جیسی کتب آپ کے علمی مقام کی نمائندہ ہیں۔ اگرچہ بعض تصانیف میں تسامحات کی نشاندہی کی گئی ہے، مگر یہ کثرت تصنیف کا فطری نتیجہ ہے۔⁷

اجتہاد، زہد اور استغناء

سیوطیؒ نے اپنی متعدد تصانیف میں اجتہاد مطلق کا دعویٰ کیا اور خود کو نویں صدی ہجری کا مجدد قرار دیا۔ آپ نہایت زاہد، متقی اور قناعت پسند تھے۔ حکمرانوں کے عطیات قبول نہیں کرتے تھے، جو آپ کے استغناء اور استقلال علمی کی روشن دلیل ہے۔⁸

گوشہ نشینی اور وفات

چالیس برس کی عمر کے بعد آپ نے تدریس و افتاء ترک کر کے عبادت اور تصنیف کو اختیار کیا اور جزیرۃ الروضہ میں قیام کیا۔ آپ کی وفات 19 جمادی الاولیٰ 911ھ کو ہوئی اور قاہرہ میں حوش قوصوں میں تدفین عمل میں آئی۔⁹

"طبقة" کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

لفظ "طبقة" عربی زبان کے مادہ (ط ب ق) سے ماخوذ ہے، جس کے بنیادی معانی یہ ہیں:

کسی چیز کا کسی دوسری چیز کے برابر ہونا، ایک چیز کا دوسری پر منطبق ہونا، ہم سطح یا ہم درجہ ہونا۔ لسان العرب میں ہے:

الطبقة: الجماعة من الناس المتشابهين في السن أو الحال أو المنزلة¹⁰

"طبقة ان لوگوں کے مجموعے کو کہتے ہیں جو عمر، حال یا مرتبہ میں ایک جیسے ہوں۔"

تاج العروس میں ہے:

الطبقة: المرتبة بعد المرتبة¹¹

یعنی: ایک مرتبہ دوسرے مرتبے کے بعد آنا۔

چنانچہ طبقہ ایسے افراد کے مجموعے کو کہا جاتا ہے جو کسی نہ کسی پہلو سے ہم مرتبہ، ہم عصر یا ہم حال ہوں۔

طبقة کا اصطلاحی مفہوم:

علم حدیث میں "طبقة" ایک تکنیکی اصطلاح ہے، جس سے مراد: وہ جماعت رواۃ ہے جو زمانہ، شیوخ، تلامذہ یا علمی حیثیت کے اعتبار سے ایک دوسرے کے قریب ہوں۔

امام ابن الصلاح¹² فرماتے ہیں:

المراد بالطبقة: قوم تقاربوا في السن، والأخذ عن الشيوخ¹³

طبقہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو عمر اور شیوخ سے روایت کرنے میں ایک دوسرے کے قریب ہوں۔

امام حاکم فرماتے ہیں:

معرفة طبقات الرواة أصل عظيم في معرفة الاتصال والانقطاع¹⁴

رواة کے طبقات کو جاننا سند کے اتصال وانقطاع کو سمجھنے کی ایک عظیم بنیاد ہے۔

امام ذہبیؒ (م 748ھ) کے نزدیک طبقہ وہ ہے جس میں راوی اپنے شیوخ، اپنے تلامذہ اور اپنے زمانے میں واضح شناخت رکھتا ہو۔

اسی بنیاد پر انہوں نے تذکرۃ الحفظ اور سیر أعلام النبلاء جیسی کتب مرتب کیں۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ (م 852ھ)¹⁵ فرماتے ہیں:

الطبقة أمر نسبي، يختلف باعتبار المقصود من التصنيف¹⁶

طبقہ ایک نسبی امر ہے، جو مقصد تصنیف کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔

❖ یہی اصول امام سیوطیؒ کے منہج کو سمجھنے میں کلیدی ہے۔

طبقہ اور علم حدیث میں اس کی اہمیت

طبقہ کی معرفت سے سند کا اتصال یا انقطاع واضح ہوتا ہے اور تدریس اور ارسال کی پہچان ہوتی ہے، اسی طرح راوی کی علمی حیثیت متعین ہوتی

ہے اور حدیث کے قبول یا رد میں مدد ملتی ہے اسی لیے محدثین نے کہا:

من جهل الطبقات أخطأ في الحكم على الأسانيد

خلاصہ کلام یہ کہ لفظ ”طبقہ“ لغوی طور پر ہم درجہ گروہ کے معنی میں آتا ہے، جبکہ اصطلاح حدیث میں یہ ایک انتہائی اہم فنی اصطلاح ہے، جس

کے بغیر علم رجال اور نقد حدیث نامکمل رہتا ہے۔ امام ابن سعدؒ¹⁷ نے طبقہ کو تاریخی و فضلی بنیاد پر مرتب کیا، امام حاکمؒ¹⁸ نے اسے سند کی تحقیق

کا آلہ بنایا، جب کہ امام ذہبیؒ اور امام سیوطیؒ نے اسے جامع حدیثی تاریخ کی صورت میں پیش کیا۔

امام جلال الدین سیوطیؒ (م 911ھ) کی کتاب طبقات الحفظ اسی سلسلے کی ایک اہم کڑی ہے، جو امام ذہبیؒ کی شہرہ آفاق تصنیف طبقات الحفظ

کی تکمیل اور اختصار کے طور پر سامنے آتی ہے۔

کتاب طبقات الحفظ کا تعارف اور تصنیفی مقصد

امام سیوطیؒ نے اس کتاب میں ان علما کا تذکرہ کیا ہے جنہیں امت میں حافظ حدیث کا مقام حاصل رہا۔ یہ کتاب دراصل سابقہ طبقات نگاری کا

خلاصہ اور بعد میں آنے والے زمانے کے حفاظ کا اضافہ ہے۔ امام سیوطیؒ نے خود اپنی کتابوں، خصوصاً حسن المحاضرة میں اس بات کی صراحت

کی ہے کہ ان کا مقصد تفصیلی جرح و تعدیل نہیں بلکہ حفاظ حدیث کی ایک جامع تاریخی فہرست مرتب کرنا تھا۔¹⁹

امام سیوطیؒ کا منہج طبقات الحفظ میں:

علم حدیث میں حفاظ حدیث کا تعارف اور ان کی علمی خدمات کا تحفظ ایک نہایت اہم اور نازک علمی ذمہ داری ہے۔ اسی ضرورت کے پیش نظر محدثین نے طبقات کی بنیاد پر رجال حدیث کے حالات مرتب کیے، تاکہ علمی روایت کا تاریخی تسلسل واضح رہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ کی تصنیف طبقات الحفظ اسی علمی روایت کی ایک اہم کڑی ہے۔ یہ کتاب اگرچہ حجم میں مختصر ہے، مگر منہج کے اعتبار سے نہایت جامع، منظم اور متقدمین کے اسالیب سے ہم آہنگ ہے۔ ذیل میں امام سیوطیؒ کے منہج تصنیف کا تفصیلی جائزہ اور مثالوں کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے۔

منہج ترتیب زمانی و طبقاتی:

امام سیوطیؒ نے طبقات الحفظ میں حفاظ حدیث کے حالات کو زمانی ترتیب کے ساتھ طبقاتی نظام میں مرتب کیا ہے۔ اس منہج کے تحت ہر طبقہ ایک خاص عہد کی نمائندگی کرتا ہے، جس سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ علم حدیث اور حفظ حدیث کی روایت کس طرح صحابہؓ سے تابعین، تبع تابعین اور بعد کے ادوار تک منتقل ہوئی۔ کتاب کا آغاز صحابہ کرامؓ سے کیا گیا ہے، کیونکہ وہ براہ راست رسول اللہ ﷺ سے حدیث کے راوی اور حافظ تھے۔ اس کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے حفاظ کو ان کے تاریخی مقام کے مطابق ذکر کیا گیا ہے۔ اس ترتیب سے قاری کو یہ فائدہ حاصل ہوتا ہے کہ وہ ہر دور میں حفظ حدیث کے معیار اور اس کے ارتقا کو سمجھ سکتا ہے۔ یہ منہج دراصل امام ابن سعدؒ کی الطبقات الکبریٰ اور امام ذہبیؒ کی تذکرۃ الحفاظ کا تسلسل ہے، تاہم امام سیوطیؒ نے اسے زیادہ اختصار اور سلاست کے ساتھ پیش کیا ہے۔ مثلاً طبقہ اول (صحابہؓ) میں لکھتے ہیں:

أبو هريرة الدوسي رضي الله عنه كان أحفظ أصحاب رسول الله ﷺ للحدیث²⁰.

یہاں امام سیوطیؒ ابو ہریرہؓ کو طبقہ اول میں رکھتے ہیں، ان کی حفظ حدیث میں امتیازی حیثیت کو نمایاں کرتے ہیں اور کسی طویل تفصیل کے بغیر طبقاتی مقصد پورا کرتے ہیں۔

منہج اختصار مع جامعیت:

امام سیوطیؒ کے منہج کی ایک نمایاں خصوصیت اختصار کے باوجود جامعیت ہے۔ انہوں نے ہر حافظ حدیث کے حالات میں غیر ضروری تفصیلات جیسے طویل نسب، سیاسی حالات یا غیر متعلقہ واقعات سے اجتناب کیا ہے، جبکہ اس بات کو ضرور نمایاں کیا ہے کہ مذکورہ شخصیت حافظ حدیث کیوں شمار ہوتی ہے۔ اس اسلوب سے کتاب نہ صرف مختصر رہتی ہے بلکہ قاری کو اصل مقصد یعنی حفاظ حدیث کی شناخت بھی پوری وضاحت کے ساتھ حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ اختصار دراصل ایک شعوری منہج ہے، جس کا مقصد یہ ہے کہ کتاب کو مرجع (Reference Work) کی حیثیت دی جائے، نہ کہ تفصیلی سوانح عمریوں کا مجموعہ بنایا جائے۔

امام سیوطیؒ نے ہر محدث کو حافظ کے درجے میں شامل نہیں کیا، بلکہ انتخاب میں چند اصول ملحوظ رکھے:

1. حدیث کا وسیع علم اور کثرت مرویات

2. ضبط، اتقان اور حفظ میں شہرت

3. امت میں علمی قبول عام

مثلاً:

امام بخاری، مسلم، احمد بن حنبل جیسے ائمہ کا اندراج مسلم الثبوت ہے۔ بعض ایسے محدثین جو فقیہ یا مفسر تو تھے مگر حدیث میں حفظ کے درجہ تک نہ پہنچے، انہیں شامل نہیں کیا گیا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ سیوطیؒ کے نزدیک حافظ ہونا ایک خاص اصطلاحی مقام تھا، نہ کہ محض محدث ہونا۔ یہ منہج امام ذہبیؒ سے ماخوذ ہے، مگر سیوطیؒ نے اس میں توسع اختیار کی، جس پر بعد کے علما نے تنقید بھی کی ہے۔ امام بخاریؒ کا تعارف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الحافظ العلم، صاحب "الصحيح" و امام هذا الشأن، والمعمول على صحيحه في اقطار البلدان²¹
امام سیوطیؒ کا ایک نمایاں منہج یہ ہے کہ وہ غیر ضروری تفصیلات (نسب، طویل واقعات) ترک کرتے ہیں، مگر حافظ ہونے کی دلیل، علمی مقام اور امتیاز کو ضرور ذکر کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب نہ حد سے زیادہ مختصر ہے نہ غیر ضروری طوالت کا شکار ہے، مثلاً
امام شعبہ بن الحجاج (م 160ھ) کے بارے میں رقم طراز ہیں:

شعبة بن الحجاج، أمير المؤمنين في الحديث، كان أحفظ أهل زمانه²².
یہ ایک سطر ان کے حفظ، علمی مرتبے اور زمانے میں امتیاز تینوں کو واضح کر دیتی ہے۔

منہج نقد و تعدیل کا اجمالی استعمال

اگرچہ طبقات الحفاظ جرح و تعدیل کی مستقل کتاب نہیں، تاہم امام سیوطیؒ نے حفاظ حدیث کے تذکرے میں ثقاہت اور علمی اعتماد کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ وہ عموماً مختصر عبارات کے ذریعے کسی راوی کے مقام کو واضح کر دیتے ہیں جو ائمہ حدیث کے اجماعی موقف کی نمائندگی کرتی ہیں۔ اس طرح امام سیوطیؒ بغیر تفصیلی بحث کے، نہایت سادہ اور مؤثر انداز میں نقد و تعدیل کا مقصد حاصل کر لیتے ہیں۔ یہ اسلوب کتاب کو اصول حدیث سے ہم آہنگ رکھتا ہے اور اس کی علمی وقعت میں اضافہ کرتا ہے۔

اگرچہ طبقات الحفاظ جرح و تعدیل کی مستقل کتاب نہیں، تاہم امام سیوطیؒ حفاظ کی ثقاہت یا ان پر محدثین کے اتفاق رائے کی طرف اشارہ ضرور کرتے ہیں۔ یہ منہج کتاب کو علم الرجال کے اصولوں سے ہم آہنگ بناتا ہے۔ مثلاً امام یحییٰ بن معینؒ (م 233ھ) کے تعارف میں لکھتے ہیں:

یحیی بن معین، الإمام الحافظ، انتهت إليه معرفة الرجال²³.

یہاں "انتهت إليه معرفة الرجال" دراصل ائمہ جرح و تعدیل کے اجماعی اعتماد کی علامت ہے اور بغیر کسی تفصیلی بحث کے ان کی ثقاہت ثابت کر دی گئی۔

منہج اعتماد علی المصادر المتقدمہ

امام سیوطیؒ کے منہج کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ انہوں نے اپنی آراء کو کم سے کم شامل کیا اور زیادہ تر متقدمین محدثین کی تصریحات پر اعتماد کیا ہے۔ ان کے مصادر میں بالخصوص امام ذہبیؒ، خطیب بغدادیؒ، ابن عساکرؒ اور دیگر ائمہ رجال کی کتب شامل ہیں۔ مثلاً امام احمد بن حنبلؒ کے تذکرے میں ان کا یہ کہنا کہ انہوں نے دس لاکھ احادیث جمع اور حفظ کیں، دراصل متقدمین کے بیانات کا خلاصہ ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ امام سیوطیؒ یہاں ایک محقق کے بجائے امین ناقل کی حیثیت سے سامنے آتے ہیں، جو علمی امانت داری کی اعلیٰ مثال ہے۔ امام سیوطیؒ نے اپنی آراء کم سے کم شامل کیں اور زیادہ تر متقدمین (خاص طور پر امام ذہبیؒ، خطیب بغدادیؒ، ابن عساکرؒ) پر اعتماد کیا یہی وجہ ہے کہ کتاب ثانوی نہیں بلکہ مستند حوالہ جاتی حیثیت رکھتی ہے۔ مثلاً امام احمد بن حنبلؒ (م 241ھ) کے بارے میں لکھتے ہیں:

أحمد بن حنبل، الإمام الحافظ، جمع وحفظ ألف ألف حديث²⁴.

یہ عبارت اصل میں امام ذہبیؒ کے بیانات کا خلاصہ ہے، امام سیوطیؒ یہاں ناقد نہیں بلکہ ناقل امین کے طور پر سامنے آتے ہیں

مصادر کے استعمال کا منہج

امام سیوطیؒ نے اپنی کتاب میں بنیادی طور پر امام ذہبیؒ، امام نوویؒ اور امام ابن حجر عسقلانیؒ کی تصانیف پر اعتماد کیا، اسی طرح نقل کا انداز زیادہ تر بلا اسناد ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ کتاب کا مقصد حدیثی استدلال نہیں بلکہ تاریخی تدوین ہے۔

منہج الحکم علی الرجال (رجال پر حکم لگانے کا منہج)

امام سیوطیؒ سیوطیؒ ناقد رجال سے زیادہ مؤرخ حدیث ہیں۔ ان کا اسلوب نہ سخت جرح پر مبنی ہے نہ تفصیلی تعدیل پر بلکہ وہ عموماً الفاظ استعمال کرتے ہیں: مثلاً "الإمام"، "الحافظ"، "المتقن"، "العالم" اور شدید جرح یا اختلافی اقوال سے اجتناب کرتے ہیں۔ جہاں بعض محدثین کسی راوی پر جرح کرتے ہیں، سیوطیؒ اسے محض "له مشاركة في الحديث" کہہ کر ذکر کر دیتے ہیں۔

مجموعی تجزیہ

امام سیوطیؒ کی یہ کتاب جامع اور مختصر ہے، اس میں طبقات کا واضح تاریخی تسلسل موجود ہے، طلبہ و محققین کے لیے آسان حوالہ نیز حدیثی روایت کی بقاء میں اہم کردار رکھتی ہے۔ البتہ بعض حفاظ کے درجے میں توسع ہے، جرح و تعدیل میں تفصیل کا فقدان اور بلا حوالہ نقل کا اہتمام ہے۔ مگر یہ تمام امور مقصد تصنیف کے پیش نظر قابل فہم ہیں۔ ک یونکہ یہ ایک منہجی، تاریخی اور تعارفی کتاب ہے، نہ کہ تنقیدی رجالی موسوعہ۔ اس میں ان کا مقصد حدیثی روایت کے حامل اکابر حفاظ کو محفوظ کرنا اور امت کے علمی حافطے کو مرتب کرنا تھا، جس میں وہ بڑی حد تک کامیاب رہے۔

امام جلال الدین سیوطیؒ کا منہج طبقات الحفاظ میں اختصار، جامعیت اور تاریخی شعور پر قائم ہے۔ اگرچہ یہ کتاب جرح و تعدیل کی باریکیوں پر پوری نہیں اترتی، مگر حفاظ حدیث کی تاریخ کے باب میں یہ ایک بنیادی اور ناگزیر ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ جدید محققین کے لیے یہ کتاب ابتدائی نقشہ فراہم کرتی ہے، جس پر آگے تنقیدی تحقیق کی جاسکتی ہے۔

خلاصہ کلام

مندرجہ بالا بحث سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ امام جلال الدین سیوطیؒ کا منہج تصنیف در طبقات الحفظ نہایت منظم، متوازن اور علمی اصولوں کے مطابق ہے۔ انہوں نے تاریخی و طبقاتی ترتیب کے ذریعے علمی تسلسل محفوظ کیا اور اختصار کے ساتھ جامع معلومات فراہم کیں۔ نقد و تعدیل کو اجمالی مگر مؤثر انداز میں شامل کیا اور متقدمین کے اقوال پر اعتماد کر کے کتاب کو مستند بنایا۔ اسی منہج کی وجہ سے طبقات الحفظ آج بھی علم حدیث اور علم رجال کے طلبہ و محققین کے لیے ایک نہایت اہم اور قابل اعتماد ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔

حواشی و حوالہ جات

- 1 امام شمس الدین ذہبی دمشقی میں 673ھ میں پیدا ہوئے۔ وہ فنی حدیث، تاریخ اور رجال کے امام مانے جاتے ہیں۔ ان کی مشہور تصانیف *سیر اعلام النبلاء اور تذکرۃ الحفاظ، تاریخ الاسلام، الکشف وغیرہ ہیں، جن میں انہوں نے محدثین اور علماء کے حالات نہایت باریک بینی سے جمع کیے۔ انہوں نے مختلف شہروں کا سفر کر کے علم حاصل کیا اور آخر عمر تک دمشق میں تدریس و تصنیف میں مشغول رہے۔ 748ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ (خیر الدین زرکلی، الأعلام، ج6، ص87)
- 2 السیوطی، حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة، 33/1، دار احیاء الکتب العربیہ، قاہرہ، 1387ھ۔
- 3 السیوطی، بغیۃ الوعاة، 87/1، المکتبۃ العصریہ، بیروت۔
- 4 السیوطی، زاد المسیر فی الفہرست الصغیر، ص: 98، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- 5 السیوطی، حسن المحاضرة، 48/1
- 6 السخاوی، الضوء اللامع، 87/3، دار مکتب الحیاء، بیروت
- 7 نفس مصدر۔
- 8 السیوطی، الرد علی من اخلد الی الارض، ص: 76، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- 9 الشعرانی، ذیل الطبقات، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- 10 ابن منظور، لسان العرب، 143/7، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- 11 الزبیدی، تاج العروس، 541/8، دار احیاء التراث العربی، بیروت
- 12 امام ابن الصلاح کا پورا نام عثمان بن عبد الرحمن بن عثمان الشہر زوری ہے۔ وہ 577ھ میں کردستان کے شہر شہر زور میں پیدا ہوئے۔ دمشق اور نیشاپور میں علم حدیث و فقہ کی تحصیل کی۔ وہ علم حدیث کے عظیم امام مانے جاتے ہیں اور ان کی سب سے مشہور کتاب مقدمۃ ابن الصلاح فی علوم الحدیث ہے، جو اصول حدیث کی بنیادی اور معتمد ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب نے بعد کے تمام محدثین اور اصولیین کو متاثر کیا اور اس پر بے شمار شرح و حواشی لکھے گئے۔ امام ابن الصلاح نے دمشق میں دار الحدیث میں تدریس کی اور وہاں کے محدثین کے شیخ کہلائے۔ 643ھ میں دمشق میں وفات پائی اور علمی دنیا میں ایک عظیم ورثہ چھوڑا۔ (خیر الدین زرکلی، الأعلام، ج4، ص209)
- 13 ابن الصلاح، علوم الحدیث، ص: 239، دار الکتب العلمیہ، بیروت
- 14 الحاکم، معرفۃ علوم الحدیث، ص: 98، دار الکتب العلمیہ، بیروت

¹⁵ امام ابن حجر عسقلانیؒ 773ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ بچپن میں یتیم ہو گئے لیکن علم حدیث میں غیر معمولی مقام حاصل کیا۔ ان کی سب سے مشہور کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری ہے، جو آج بھی حدیث کی عظیم ترین شروح میں شمار ہوتی ہے۔ انہوں نے تقریباً ڈیڑھ سو کتابیں مختلف علوم پر لکھیں اور اپنے زمانے میں "حافظ العصر" کہلائے۔ 852ھ میں قاہرہ میں وفات پائی۔ (خیر الدین زرکلی، الأعلام، ج 2، ص 178)

¹⁶ ابن حجر، نزہۃ النظر، ص: 88، قدیمی کتب خانہ کراچی

¹⁷ امام محمد بن سعد 168ھ میں بصرہ میں پیدا ہوئے اور بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کی۔ وہ امام الواقدی کے شاگرد اور کاتب تھے، اسی نسبت سے "کاتب الواقدی" کہلائے۔ ان کی سب سے اہم تصنیف الطبقات الکبریٰ ہے، جو سیرت اور طبقات کی اولین اور بنیادی کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ اس کتاب نے بعد کے مؤرخین کو ایک مضبوط بنیاد فراہم کی۔ 230ھ میں بغداد میں وفات پائی۔ (خیر الدین زرکلی، الأعلام، ج 6، ص 26)

¹⁸ امام حاکم نیشاپوریؒ 321ھ میں نیشاپور میں پیدا ہوئے۔ وہ اپنے زمانے کے عظیم محدث اور ناقد حدیث تھے۔ ان کی مشہور کتاب المستدرک علی الصحیحین ہے، جس میں انہوں نے وہ احادیث جمع کیں جو بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح تھیں مگر ان دونوں نے درج نہیں کیں۔ وہ فقہ میں شافعی اور عقیدہ میں اشعری تھے۔ اپنے دور میں "شیخ الحدیث" کہلائے، متعدد کتابیں لکھیں اور پوری زندگی درس و تدریس میں گزاری، اور 405ھ میں نیشاپور ہی میں وفات پائی۔ (خیر الدین زرکلی، الأعلام، ج 6، ص 227)

¹⁹ السیوطی، حسن المحاضرة، 48/1

²⁰ سیوطی، طبقات الحفظ، ص 5، دار الکتب العلمیہ، بیروت

²¹ نفس مصدر، ص: 252۔

²² نفس مصدر، ص 47

²³ نفس مصدر، ص 109

²⁴ نفس مصدر، ص 116

References

1. Imam Shams al-Din al-Dhahabi was born in Damascus in 673 AH. He is considered the Imam of the art of hadith, history and Rijal. His famous works are *Siyr al-Alam al-Nublaa and Tazkirat al-Huffaz, Tarikh al-Islam, al-Kashif etc., in which he collected the situations of the hadith scholars and scholars with great care. He traveled to different cities to gain knowledge and was engaged in teaching and writing in Damascus until the end of his life. He died in 748 AH. (Khair al-Din Zarkali, Al-Alam, vol. 6, p. 87)
 2. Al-Suyuti, Hasan al-Muhadadhara fi Tarikh al-Masr wal-Qahirah, 1/33, Dara Hayya al-Kutb al-Arabiya, Cairo, 1387 AH.
 3. Al-Suyuti, Baghiyyah al-Wa'a'u, 1/87 Al-Muktabat al-Asriya, Beirut.
 4. Al-Suyuti, Zad al-Masir in al-Fihrist al-Saghir, p. 98, Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Beirut
 5. Al-Suyuti, Hasan al-Muhazadrah, 1/48
 6. Al-Sakhawi, Al-Hawz al-Lamee. 3/87, Dar al-Maktab al-Hayyah, Beirut
 7. Nafs Masdar.
 8. Al-Suyuti, Al-Radd ali man akhlad ilaa arzd, p. 76, Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Beirut
 9. Al-Sha'rani, Dhail al-Tabaqat, Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Beirut
- == Al Khadim Research Journal of Islamic Culture and Civilization, Vol. VI, No. 1 (Jan – March 2025) ==

10. Ibn Manzur, Lisan al-Arab, 7/143, Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Beirut
11. Al-Zubaidi, Taj al-Arous, 8/541, Dar al-Hiya al-Turaht al-Araby, Beirut
12. Imam Ibn al-Salah's full name is Uthman ibn Abd al-Rahman ibn Uthman al-Shahrzuri. He was born in 577 AH in the city of Shahrzur in Kurdistan. He studied Hadith and Jurisprudence in Damascus and Nishapur. He is considered the greatest Imam of the science of Hadith and his most famous book is Muqaddama Ibn al-Salah fi Ulum al-Hadith, which is considered one of the most basic and authoritative books on the principles of Hadith. This book influenced all subsequent Muhaddiths and Usuli, and numerous commentaries and footnotes were written on it. Imam Ibn al-Salah taught at Dar al-Hadith in Damascus and was called the sheikh of the Muhaddiths there. He died in Damascus in 643 AH and left a great legacy in the world of knowledge. (Khair al-Din Zarkali, Al-Alam, Vol. 4, p. 209)
13. Ibn al-Salah, Ulum al-Hadith, p. 239, Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Beirut
14. Al-Hakim, Ma'rifat Ulum al-Hadith, p. 98, Dar al-Kutb al-Ilmiyah, Beirut
15. Imam Ibn Hajar Asqalani (may Allah be pleased with him) was born in Cairo in 773 AH. He was orphaned in childhood but achieved an extraordinary position in the science of Hadith. His most famous book is Fath al-Bari, Sharh Sahih al-Bukhari, which is still considered one of the greatest commentaries on Hadith. He wrote about one hundred and fifty books on various sciences and was called "Hafiz al-Asr" in his time. He died in Cairo in 852 AH. (Khair al-Din Zarkali, Al-Alam, vol. 2, p. 178)
16. Ibn Hajar, Nazhat al-Nazar, p. 88, Qadimee Kuttub Khana Karachi
17. Imam Muhammad ibn Saad was born in Basra in 168 AH and later settled in Baghdad. He was a student and scribe of Imam al-Waqidi, hence he was called "Katib al-Waqidi". His most important work is Al-Tabaqat al-Kubra, which is considered one of the first and basic books on Seerah and Tabaqat. This book provided a solid foundation for later historians. He died in Baghdad in 230 AH. (Khair al-Din Zarkali, Al-Alam, vol. 6, p. 26)
18. Imam Hakim Nishapuri was born in Nishapur in 321 AH. He was a great hadith scholar and critic of his time. His famous book is Al-Mustadrak Ali Sahihayn, in which he collected the hadiths that were authentic according to the conditions of Bukhari and Muslim but were not recorded by them. He was a Shafi'i in jurisprudence and an Ash'ari in creed. He was called "Shaykh Al-Muhaddithin" in his time, wrote many books and spent his entire life in teaching and learning, and died in Nishapur in 405 AH. (Khairuddin Zarkali, Al-A'lam, Vol. 6, p. 227)
19. Al-Suyuti, Hasan Al-Muhadzarah, 1/48
20. Al-Suyuti, Tabaqat Al-Hufaz, p. 5, Darul Kitab Al-Ilmiyah, Beirut
21. Nafs Masdar, p. 252.
22. Nafs Masdar, p. 47
23. Nafs Masdar, p. 109
24. Nafs Masdar, p. 116